سلسلہ
مواعظ حسنہ
نمبر ۴۴

یا ارحم الراحمین

مولائے رحمۃ للعالمین

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ گلشن اقبال کراچی

سلسلہ مواعظ حسنہ نمبر ۴۴

یا ارحم الراحمین

مولائے رحمۃ للعٰلمین ﷺ

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدد زمانہ
حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حسب ہدایت وارشاد

حلیم الامت حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد مظہر صاحب دامت برکاتہم

بہ فیضِ صحبتِ ابرار یہ دردِ محبت ہے | محبت تیرا صدقہ ہے اثر ہیں تیرے نازوں کے
بہ امیدِ نصیحت دوستو اسکی اشاعت ہے | جو میں نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

انتساب

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

کے ارشاد کے مطابق حضرت والا دامت برکاتہم کی جملہ تصانیف و تالیفات

محی السنہ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کی

صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں

www.khanqah.org

ضروری تفصیل

وعظ : یاارحم الراحمین۔ مولائے رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم

واعظ : عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ وعظ : ۲۱/ صفر المظفر ۱۴۲۱ھ مطابق ۲۶/ مئی ۲۰۰۰ء بروز جمعہ

مقام : مسجد اشرف خانقاہ امدادیہ اشرفیہ

مرتب : حضرت سید عشرت جمیل میر صاحب مدظلہ خلیفہ مُجاز بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ اشاعت : ۵/ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۶ھ مطابق ۲۵/ فروری ۲۰۱۵ء بروز بدھ

زیرِ اہتمام : شعبہ نشر و اشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ، گلشن اقبال، بلاک ۲، کراچی

پوسٹ بکس:11182رابطہ:+92.21.34972080، +92.316.7771051

ای میل:khanqah.ashrafia@gmail.com

ناشر : کتب خانہ مظہری، گلشن اقبال، بلاک ۲، کراچی، پاکستان

قارئین و محبین سے گزارش

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کراچی اپنی زیرِ نگرانی شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی شائع کردہ تمام کتابوں کی ان کی طرف منسوب ہونے کی ضمانت دیتا ہے۔ خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کی تحریری اجازت کے بغیر شایع ہونے والی کسی بھی تحریر کے مستند اور حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہونے کی ذمہ داری خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کی نہیں۔

اس بات کی حتی الوسع کوشش کی جاتی ہے کہ شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی کتابوں کی طباعت اور پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمدللہ! اس کام کی نگرانی کے لیے خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کے شعبۂ نشر و اشاعت میں مختلف علماء اور ماہرین دینی جذبے اور لگن کے ساتھ اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ اس کے باوجود کوئی غلطی نظر آئے تو ازراہ کرم مطلع فرمائیں تاکہ آیندہ اشاعت میں درست ہو کر آپ کے لیے صدقۂ جاریہ ہو سکے۔

(مولانا) محمد اسماعیل

نبیرہ و خلیفہ مُجاز بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ

ناظم شعبۂ نشر و اشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ

عنوانات

حیاتِ حیوانی اور حیاتِ ایمانی ۵
گناہ کیسے ترک ہوتے ہیں؟ ۶
مرید کی محرومی کی علامت ۶
روحانیت کے معنیٰ ۷
لباسِ تقویٰ کی بدولت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی جلالتِ شان ۸
خونِ آرزو کا انعامِ عظیم ۱۰
اصلی مرید کون ہے؟ ۱۰
روح کی زبردست طاقت ۱۱
بڑے پیر صاحب کا واقعۂ طَیُّ الْاَرْضِ ۱۲
اہل اللہ کا اصلی کمال استقامت علی الدین ہے ۱۳
شانِ اہل اللہ کے منافی اعمال سے پرہیز کی تعلیم ۱۴
ارتقائے روح کا طریقہ ۱۵
سب سے آسان کام ۱۶
رجال اللہ کا مقامِ روحانیت ۱۷
حصولِ نسبت مع اللہ کے لیے عظیم الشان دعا ۱۹
حدیث اَللّٰھُمَّ لَا تُخْزِنِیْ الخ کی شرح کا درد انگیز، عاشقانہ اور نادر عنوان ۲۱
رحمتِ ارحم الراحمین کا کامل نمونہ ۲۲
حدیثِ پاک کے دوسرے جز کی عشق انگیز و عارفانہ شرح ۲۴
ارحم الراحمین کی عظمتِ شان کے عجیب عارفانہ نکات ۲۵
حق تعالیٰ کی شانِ رحمت شانِ غضب سے زیادہ ہے ۲۵

❁❁❁❁

یَا اَرْحَمَ الرّٰاحِمِیْن مولائے رحمۃ للعالمین

راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ وعظ سے پہلے محبی و محبوبی و مرشدی و مولائی حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دَامَ ظِلُّھُمْ عَلَیْنَا اِلٰی مِأَۃٍ وَعِشْرِیْنَ سَنَۃً بِالصِّحَّۃِ وَالْعَافِیَۃِ کا معمول نعتیہ یا عارفانہ کلام سننے کا ہے۔ حضرت کے مجاز ڈاکٹر خلیل احمد صاحب نے حضرت والا کے اشعار پڑھے جن کا مقطع تھا۔

اختر بسمل کی تم باتیں سنو
جی اُٹھو گے تم اگر بسمل ہوئے

حیاتِ حیوانی اور حیاتِ ایمانی

ارشاد فرمایا کہ جی اُٹھو گے تم اگر بسمل ہوئے یعنی اگر تم نے اپنا خونِ آرزو کرکے دل پر غم اُٹھالیا اور اللہ کو ناراض نہیں کیا تو تم کو ایک عجیب حیات ملے گی کہ سارا عالم اس حیات سے ناآشنا اور بے خبر ہوگا۔ حیات کی دو قسمیں ہیں: حیاتِ حیوانی اور حیاتِ ایمانی۔ حیاتِ حیوانی کو تو حیوانات بھی جانتے ہیں کہ وہ کیا ہے یعنی کھانا پینا اور صبح لیٹرین میں جمع کرنا لیکن جو لوگ اپنے خونِ آرزو سے اپنے مالک کو خوش رکھتے ہیں اور نفس دُشمن کو ناراض رکھتے ہیں اور کوئی کام بے حیائی اور بے شرمی کا نہیں کرتے، ازاربند کے مضبوط رہتے ہیں۔ اب آخر کیا کہیں سمجھانے کے لیے سب کچھ کہنا پڑتا ہے، ناگفتنی کو گفتنی کرنا پڑتا ہے، ان کی حیات حیوانوں اور جانوروں کی حیات سے ممتاز ہے اور حیاتِ ایمانی سے مشرف ہے لیکن دردِ دل سے کہتا ہوں کہ وہ ظالم جو دن بھر جانوروں کی طرح کھاتا پیتا ہے اور جانوروں کی طرح اپنی ہر خواہش کو پورا کرتا ہے، جہاں چاہتا ہے دیکھتا ہے، اپنے نفس دُشمن کو خوش کرتا ہے اور اپنے مالک اور خالق کو ناراض کرتا ہے، بے حیائی اور بے شرمی کے کام کرتا ہے اور اُسے خیال بھی نہیں آتا کہ میرا پیدا کرنے والا مجھے دیکھ رہا ہے اور میں اُس کو کتنا غضب ناک کررہا ہوں، تو ایسا شخص اپنی ذات پر ہی انتہائی ظالم نہیں پورے عالَم پر ظالم ہے۔ جو شخص اللہ کے غضب اور قہر کے اعمال کرتا

ہے وہ صرف اپنی ذات کو نقصان نہیں پہنچاتا، وہ روئے زمین پر آگ پھیلا دیتا ہے۔ اس کی نحوست اور لعنت سارے عالَم میں پھیل جاتی ہے، مگر افسوس ہے لوگ اس کو معمولی بات سمجھتے ہیں۔ اتنے بڑے مالک کو ناراض کرنے کو معمولی سمجھنے والا یہ خود نہایت معمولی اور گھٹیا اور بے قیمت انسان ہے بلکہ رشکِ احمقاں اور ننگِ بھنگیاں ہے، نصیبِ دُشمناں رکھتا ہے، نصیبِ دوستاں اس کو ابھی حاصل نہیں ہے۔ اللہ کے لیے نصیبِ دُشمناں سے تحفظ اختیار کرو۔ نافرمانی کرنا نصیبِ دُشمناں ہے اور تقویٰ سے رہنا نصیبِ دوستاں ہے، یہ اللہ والوں کا حصہ ہے۔ تقویٰ سے ان شاء اللہ آپ کو ایسی حیاتِ ایمانی عطا ہوگی کہ سارے عالَم کے حیوانات سے آپ کی حیات ایک شانِ امتیازی سے مشرف اور مُشیّن ہوگی۔

گناہ کیسے ترک ہوتے ہیں؟

اس لیے کہتا ہوں کہ اے میرے پیارے دوستو! سَمِعْنَا کے بعد عَصَیْنَا مت رہو کہ ہم تو آپ کی بات کو سنا کرتے ہیں اور سَمِعْنَا کے بعد عَصَیْنَا مت رہو، منافقین والی حرکت مت کرو بلکہ سَمِعْنَا کے بعد اَطَعْنَا کی شرافت اختیار کرلو۔ کیوں بے شرمی پر تُلے ہوئے ہو، حیا اور شرم کا پیالہ کیوں نہیں پیتے ہو؟ بتاؤ! صحابہ سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا کہتے تھے، یہ اللہ کے نصیب بندوں کا مقام ہے کہ ہم نے جو کچھ آپ سے سنا اے ہمارے پیارے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم)! ہم اس پر عمل کریں گے اور منافقین کہتے تھے سَمِعْنَا وَعَصَیْنَا ہم سنیں گے مگر نافرمانی کریں گے، دوستو! مَا اسْتَطَعْتُمْ پر عمل کرو۔ کوشش تو کرو گناہوں کو چھوڑنے کی۔ جب تک آپ تارک نہیں ہوں گے گناہ کیسے متروک ہوں گے۔ بتاؤ! پہلے تارک ہے یا متروک؟ عربی گردان کرکے دیکھ لو تَرَكَ يَتْرُكُ تَرْكًا فَهُوَ تَارِكٌ یہ گردان پہلے ہے اس کے بعد ہے تُرِكَ يُتْرَكُ تَرْكًا فَهُوَ مَتْرُوْكٌ۔ تارک پہلے ہے متروک بعد میں، پہلے آپ تارک بنیں گے تب گناہ متروک ہوں گے۔

مرید کی محرومی کی علامت

جس کا باپ رو رو کے بچے کو سمجھا رہا ہو کہ بیٹا! یہ کام مت کرو، بُری صحبتوں میں

مت بیٹھو، ہیروئنچیوں میں مت بیٹھو، حیا کے خلاف کوئی کام مت کرو اور باپ اتنا دردِ دل رکھتا ہے کہ رو بھی رہا ہے تو وہ ظالم بیٹا ہے جو اپنے باپ کی اشکباریوں کو رائیگاں کرتا ہے۔ ایسے ہی وہ مرید بھی ظالم ہے جو اپنے شیخ کے دردِ دل کو نہیں سمجھتا کہ میرا شیخ مجھ سے کیا چاہتا ہے۔ اگر شرافت نہیں ہوگی تو شر مثبت آفت ہوگی حالاں کہ مرید کا مقام تو یہ ہے کہ ؎

جان تم پر نثار کرتا ہوں
میں نہیں جانتا وفا کیا ہے

لیکن یہاں جان کیا! ایک معمولی آرزو، ایک خبیث حرکت بھی چھوڑنے کی آج ہمت نہیں ہے، یہ وفاداری ہے؟

رہتے ہیں ساتھ ساتھ مگر ساتھ نہیں ہے
دامن پہ گریباں پہ بھی تو ہاتھ نہیں ہے

حضراتِ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے آپ صلی اللہ تعالیٰ وعلیہ وسلم نے پوچھا کہ تم لوگ لمبے لمبے کُرتے پہنتے ہو اور یہاں عرب میں کانٹوں کے درخت بہت ہیں تو کیسے چلوگے؟ کہا: ہم دامن کو سمیٹ کر چلیں گے۔ یہ دنیا کانٹوں کی جگہ ہے، یہاں جو دامن کو نہیں بچائے گا تو اُس کی شرم وحیا کا دامن چاک چاک ہوجائے گا لہٰذا اللہ کے نام پر اب میں پھر کہتا ہوں۔ یاد رکھو! اِتَّقُوْا غَضَبَ الْحَلِیْمِ حلیم کے غضب سے بچو۔ جو بہت زیادہ برداشت کرتا ہو، جس کے اندر حلم ہو۔ اُس کے غصے سے بچو ورنہ جب اُس کا غصہ نافذ ہوگا تو پھر اکھاڑ ہی پتہ صاف کر دیتا ہے اور پھر قیامت تک صورت بھی نہیں دیکھتا، لہٰذا حلیم شیخ کے غضب سے بچو۔

روحانیت کے معنیٰ

دردِ دل سے کہتا ہوں کہ ساری زندگی کو اللہ تعالیٰ پر فدا کرنے کا، جانبازی کا ارادہ کرلو کہ ایک لمحہ، ایک پلک جھپکانے بھر کو بھی ہم حرام لذت حاصل نہیں کریں گے۔ پھر روحانیت عطا ہوگی، اور روحانیت کے معنیٰ کیا ہیں کہ پورا جسم روح کے تابع ہو، روح کا غلبہ ہو، جسم اور نفس کے گھوڑے کی لگام روح کے پنجے میں ہو تب سمجھو کہ اب اس کو روحانیت عطا

ہو گئی۔ جیسا کہ ابھی میر صاحب نے آپ کو پڑھ کر سنایا کہ اگر گھوڑا بھوکا ہے اور نیچے بیس فٹ کا کھڈا ہے جہاں ہری ہری گھاس ہے اور وہ گھوڑا گھاس کو دیکھ کر للچارہا ہے اور ارادہ کررہا ہے کھڈے میں کودنے کا تو سوار کو پتا چل جاتا ہے کہ اب یہ ہری گھاس کی لالچ میں خندق میں کودنا چاہتا ہے لیکن سوار جانتا ہے کہ اگر یہ کودا تو نہ یہ رہے گا نہ میں رہوں گا لٰہذا زور سے اُس کی لگام کھینچتا ہے، چاہے گھوڑے کا منہ زخمی ہو جائے تو بھی پروا نہیں کرتا۔ اسی طرح ہر انسان کو اپنے نفس کے گھوڑے کے بارے میں پتا چل جاتا ہے کہ اب یہ گناہوں کی ہری ہری گھاس دیکھ کر للچارہا ہے اور اب یہ بے غیرتی کا مظاہرہ کرنے والا ہے، آنکھ کھولنے والا ہے، شلوار کھولنے والا ہے اور جانتا ہے کہ گناہوں کی خندق میں کود کر یہ بھی تباہ ہو گا اور میں بھی تباہ ہوں گا تو اس سے بڑا احمق اور گدھا کون ہو گا کہ گھوڑا بھی ضایع ہو اور سوار بھی ضایع ہو اور پھر بھی نفس کی لگام نہ کھینچے۔ آخر عقل کے بالغ ہونے کی ایک مدت ہوتی ہے، ہر کورس کی ایک مدت ہوتی ہے، حیا اور شرم کا بھی کورس ہے، آخر کب تک بے شرمی رہے گی۔ دوستو! کوئی زمانہ تو آنا چاہیے کہ جس میں انسان کے قلب میں تقویٰ اور حیا پیدا ہو جائے۔ حیا کے معنیٰ یہ نہیں کہ گھر سے باہر بغیر شیروانی کے نہ نکلے جب تک سب بٹن نہ لگالے۔ یہ اہل لکھنؤ کی شرم ہے، اللہ والوں کی شرم یہ نہیں ہے۔ اللہ والوں کی شرم یہ ہے کہ اُن کا مولیٰ اُن کو نافرمانی کی بے حیائی میں نہ دیکھے ورنہ لباس سے کیا ہوتا ہے۔

لباسِ تقویٰ کی بدولت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی جلالتِ شان

مدینہ شریف کے قبرستان میں جنت البقیع میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خالی لنگی باندھے ہوئے زمین پر لیٹے تھے اور قیصر روم کا عیسائی سفیر پوچھنے لگا کہ مسلمانوں کا جو امیر المؤمنین اور خلیفہ ہے وہ کہاں رہتا ہے، اُس کا محل کدھر ہے؟

قوم گفتندش عمر را قصر نیست

مسلمانوں کی قوم نے کہا کہ خلیفۂ دوم حضرت امیر المؤمنین سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کوئی محل نہیں۔

مر عمر را قصر جانِ روشنے است

مگر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا محل اُن کی جانِ پاک ہے جو تعلق مع اللہ کے نور سے روشن ہے اور بہت شاندار ہے۔ صحابہ نے بتایا کہ وہ جنت البقیع کے قبرستان میں کہیں گھاس پر لیٹے ہوئے ملیں گے۔ جاکر دیکھا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ زمین پر خالی لنگی پہنے ہوئے سو رہے ہیں، وہ سفیر ہیبت سے کانپنے لگا اور دل میں کہنے لگا۔

گفت باخود من شہاں را دیدہ ام

پیش سلطاناں بہ بگذیدہ ام

میں تو ہمیشہ بادشاہوں کو دیکھتا رہا ہوں اور میں نے بڑے بڑے بادشاہوں کے ہاں حاضری دی ہے لیکن۔

از شہانم ہیبت و ترسم نبود

ہیبت ایں مرد ہوشم را ربود

بادشاہوں سے مجھے کبھی ایسا خوف نہ ہوا لیکن اس گدڑی پوش کی ہیبت سے تو میرے ہوش اُڑے جارہے ہیں۔

بے سلاح ایں مرد خفتہ بر زمیں

من بہفت اندام لرزم چیست ایں

یہ کیسا بادشاہ ہے کہ لنگی باندھے ہوئے سو رہا ہے نہ کوئی سیکورٹی نہ کوئی گارڈ، نہ کوئی محافظ دستہ، نہ ہتھیار، اکیلا لیٹا ہوا ہے لیکن کیا ماجرا ہے کہ میں سات جسموں سے کانپ رہا ہوں۔ میں نے بڑے بڑے مسلح بادشاہوں کو فوج کے ساتھ دیکھا ہے کیوں کہ سفیروں کا کام ہی سلاطین عالم سے ملنا ہے لیکن میں وہاں کبھی نہیں کانپا مگر عادت کے خلاف یہاں کیوں کانپ رہا ہوں اور ایسا کانپ رہا ہوں کہ اگر مجھے سات جسم اور مل جائیں تو سب کانپنے لگیں۔ یہ کیا ماجرا ہے؟ مولانا رومی نے جواب دیا۔

ہیبتِ حق است ایں از خلق نیست

ہیبتِ ایں مرد صاحب دلق نیست

یہ مخلوق کی ہیبت نہیں تھی، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جان میں جو اللہ تعالیٰ کی ذات متجلی تھی، نسبت مع اللہ کی جو عظیم دولت تھی اُس کا اثر چہرے پر تھا۔

خونِ آرزو کا انعامِ عظیم

آہ دوستو! کیوں زندگی ضایع کرتے ہو، زندگی کو ضایع کرنا نادانوں کا کام ہے۔ لُوٹ لو، یہ عالم لُوٹ کا ہے۔ ہر گناہ کے تقاضے کو پامال کرکے دریائے خونِ آرزو سے عبور کرکے عظیم الشان مولیٰ کے پاس پہنچو گے جہاں امن ہی امن ہے، چین ہی چین ہے۔

عارفاں زانند ہر دم آمنوں
کہ گزر کردند از دریائے خوں

عارفین ہر وقت امن میں ہیں، اللہ کے پہچاننے والے ہر وقت امن میں ہیں۔ کیوں؟ اس لیے کہ وہ دریائے خون سے عبور کرتے ہیں، اپنے خونِ آرزو کے دریا کو عبور کرکے وہ اپنے مولیٰ کو پاتے ہیں۔ دوستو! اختر آپ کے سینوں میں مرسڈیز کا انجن ڈالنا چاہتا ہے اور آپ ہیں کہ اپنی فوکس ویگن کی فوکس اور لومڑیت سے آگے بڑھنے کے لیے تیار نہیں۔ لندن کے ایک ڈاکٹر نے ڈاکٹر جسٹس تنزیل الرحمٰن کے سینے کا آپریشن کرکے اُن کے قلب سے ایک خستہ رگ نکال دی اور اُن کی ٹانگ سے ایک مضبوط بڑی شریان نکال کر قلب میں ڈال دی اور بعد میں اس نے کہا کہ میں نے آپ کے فوکس ویگن میں مرسڈیز کا انجن ڈال دیا ہے۔ اب جتنا کام کرتے تھے اُس سے ڈیوڑھا کام کریں گے اور انہوں نے میرے اسی حجرے میں آکے بتایا کہ واقعی اب میں ڈیوڑھا کام کرتا ہوں۔ دنیاوی ڈاکٹر تو آپ کے سینے کو پھاڑ کر آپ کے قلب کی خستہ، افسردہ اور مُردہ شریان کو تبدیل کرسکتا ہے تو کیا اللہ والوں اور اللہ والوں کے غلاموں میں اللہ تعالیٰ نے یہ خاصیت نہیں رکھی ہے کہ وہ آپ کے قلب کی لومڑیت کو ختم کرکے شیرانیت کی رگ ڈال دیں!

اصلی مرید کون ہے؟

لیکن آہ! آپ ترکِ معصیت کا ارادہ نہیں کرتے، آپ مرید نہیں مریدوں کی نقل

ہیں۔یعنی نمبر دو مرید ہیں۔ گناہ چھوڑنے کا ارادہ ہی نہیں ہوتا آپ کا۔ ذرا ارادہ کر کے دیکھیے پھر دیکھیے کیا ہوتا ہے۔

شیخ پینے کا ارادہ تو کریں
حوضِ کوثر سے منگا لی جائے گی

اپنے کو مرید کہتے ہو حالاں کہ مرید نہیں ہو۔ مرید کے معنٰی یہ ہیں کہ ارادہ کر لے کہ اللہ تعالیٰ کو ناراض نہیں کرنا ہے، حسینوں کو نہیں دیکھنا ہے، ان سے حرام تعلق نہیں رکھنا ہے، ڈش انٹینا نہیں دیکھنا ہے، وی سی آر نہیں دیکھنا ہے، ناجائز اور خلافِ شرع مجلس اور شادی بیاہ میں شریک نہیں ہونا ہے۔

سارا جہاں خلاف ہو پروا نہ چاہیے
پیشِ نظر تو مرضی جانانہ چاہیے
اب اس نظر سے جانچ کے تُو کر یہ فیصلہ
کیا کیا تو کرنا چاہیے کیا کیا نہ چاہیے

مخلوق کیا چیز ہے، کیا پیچتی ہے مخلوق جس سے ڈرتے ہو۔ کوئی بیوی سے ڈرا ہوا ہے، کوئی دفتر سے ڈرا ہوا ہے، کوئی افسر سے ڈرا ہوا ہے، کیا یہ زندگی ہے؟ قابلِ ننگ ہے، قابلِ شرم ہے ایسی زندگی۔

روح کی زبردست طاقت

اس روح میں اللہ تعالیٰ نے زبردست صلاحیت رکھی ہے، اتنی طاقت رکھی ہے کہ مولانا جلال الدین رومی فرماتے ہیں کہ اولیاء اللہ کا ایک طبقہ ابدال کا ہے جو اگر چاہیں تو کراچی سے ایک قدم میں ملک شام جاسکتے ہیں اور کسی کو پتا بھی نہیں چلے گا اور اُن کو بھی پتا دینے کی اجازت نہیں ہوتی، ابدال کو اجازت نہیں کہ بتادے کہ آج ایک قدم میں ہم ملک شام گئے تھے ورنہ اُن کی ابدالیت چھین لی جائے گی اور دال بنادیے جائیں گے بجائے گوشت کے۔ تو میں عرض کررہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے روح میں وہ صلاحیت رکھی ہے کہ۔

پرِ ابدالاں چوں پرِ جبرئیل

یہ مولانا رومی ہیں۔ یہ شخص کوئی قصے کہانی کی کتاب لکھنے والا نہیں ہے۔ سارے عالَم کے اولیاء اللہ جس کی ولایت کو تسلیم کرتے ہیں یہ اُس کا کلام ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ اولیاء اللہ کا یہ طبقہ جو ابدال کہلاتا ہے اُن کی روحانیت کے پر ظاہر میں نظر نہیں آتے، مثل جبرئیل علیہ السلام کے اُن کی روح میں پر ہوتے ہیں لیکن اُن کو بتانے کی اجازت نہیں ہوتی۔ ایک گاؤں میں ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ میں ابدال ہوگیا ہوں۔ حضرت حکیم الاُمت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو خط لکھا گیا کہ یہاں ہمارے گاؤں میں ایک شخص اپنی ابدالیت کا دعویٰ کرتا ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ جس کو اللہ ابدال بناتا ہے اُس کو اجازت نہیں ہوتی کہ وہ اپنے کو ابدال ظاہر کرے لہٰذا یہ ابدال نہیں ہے، ہاں پہلے گوشت تھا اب دال ہوگیا ہے۔ یعنی تکبر سے دعویٰ کرکے اپنی بڑائی دکھاتا ہے اور جھوٹ بولتا ہے۔

بڑے پیر صاحب کا واقعۂ طَیُّ الْاَرْض

بڑے پیر صاحب شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سلسلۂ قادریہ کے بانی، اُن کو بارہ بجے رات کو حکم ہوا کہ دو سو میل پر شہر بصرہ میں جایئے، وہاں ایک ابدال کا انتقال ہوگیا ہے۔ اُس کے جنازے میں آپ کو شرکت کرنی ہے۔ چناں چہ دو تین سو میل ایک سیکنڈ میں پہنچ گئے۔ اولیاء اللہ کے لیے زمین لپیٹ دی جاتی ہے، اس کا نام طَیُّ الْاَرْض ہے۔ ایک خادم بھی وہاں چھپا ہوا تھا، وہ ظالم بھی بصرہ پہنچ گیا، جب زمین لپیٹی گئی تو اس لپیٹ میں وہ بھی سمٹ گیا۔ شیخ سے اجازت لی نہیں تھی، اس لیے مارے ڈر کے وہ اپنے کو ظاہر نہیں کرتا تھا، دور دور سے دیکھتا رہا۔ اُسی نے یہ راز فاش کیا کہ جب اس ابدال کے جنازے کی نماز ادا ہوگئی تب اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوا کہ اب موصل جایئے، وہاں ایک عیسائی ہے جو اپنے عیسائی مذہب پر گرجا گھر میں عبادت میں مشغول ہے لیکن میں نے اُس کے قلب میں ایمان داخل کردیا ہے، اُس کو کلمہ پڑھایئے اور اس ابدال کی کرسی پر اُس کو بیٹھا دیجیے ؎

جوش میں آئے جو دریا رحم کا
گبر صد سالہ ہو فخرِ اولیاء

اللہ سو برس کے کافر کو فخر اولیاء بنانے پر قادر ہے۔ شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو پھر طَیُّ الْاَرْضِ ہوا اور یہ ظالم خادم بھی جو لومڑی کی طرح چھپا ہوا تھا، وہاں پہنچ گیا۔ شیخ نے اس راہب کو ڈانٹ کر کہا کہ ذوالنار توڑ دو، اب تم کو ذوالنور ہونا ہے، اب نار سے نور ہونا ہے اور کلمہ پڑھو۔ بنا بنایا کھیل تھا۔

حسن کا انتظام ہوتا ہے
عشق کا یوں ہی نام ہوتا ہے

حکیم الامت جیسا ثقہ راوی اپنے وعظ میں فرماتا ہے کہ فوراً اُس عیسائی نے کلمہ پڑھا اور مسلمان ہوگیا اور پھر شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اے قدیم کافر اور جدید مؤمن! تجھ کو اللہ تعالیٰ نے ابدال بنایا ہے، فلاں شہر میں جا اور ابدال کی کرسی پر بیٹھ جا۔ سو سال کے کافر کو مؤمن بنا کر کیا مقام دیا۔

بہت ابھاگن مر گئیں جگت جگت بورائے
پیو جو کا چاہے سوتت لیے جگائے

یہ ہندی شعر ہے یعنی کتنے بد نصیب لوگ پاگل کی طرح مر گئے اور کامیاب نہ ہوئے اور اللہ جس کو چاہے تو سوتے ہوئے کو جگا دیتا ہے۔

اہل اللہ کا اصلی کمال استقامت علی الدین ہے

خیر ابدال تو سب کو نظر نہیں آتے مگر کم سے کم جو چیز سب کو نظر آتی ہے وہ اُن کی استقامت ہے کہ وہ اللہ کے دین پر کس طرح جان دیتے ہیں۔ اُن کی روحانیت کی یہی دلیل ہے کہ وہ سلطنت سے نہیں بکتے، لیلاؤں سے فروخت نہیں ہوتے، سورج و چاند کی روشنی سے نہیں بکتے، وزارت کی کرسیوں سے نہیں بکتے، وہ ڈالر اور پونڈ سے مرعوب ہو کر پوں پوں نہیں کرتے۔ اللہ والے بہت بڑی نعمت ہیں دوستو! یہ بات سنانے والا بھی ایک دن تم کو نہیں ملے گا۔ اتنے عظیم مولیٰ کو چھوڑ کر تم کہاں پیشاب پاخانے کے مقامات میں عبور کرنے کی کوشش کرتے ہو۔ اپنی زندگی کو مت ضایع کرو۔ گناہ کرنا اپنی زندگی کو ضایع کرنا ہے اور

خالق زندگی کو پالینا اپنی زندگی کو حاصلِ زندگی سے آشنا کرنا ہے۔ جو اللہ کو پا گیا زندگی کا حاصل پا گیا۔ جس دن بندہ نفس و شیطان کی غلامی سے نکل کر سراپا اللہ کا ہو گیا اور اللہ کا ہونا اس کی قسمت میں مقدر ہو گیا اور استقامت کی نعمت سے مشرف ہو گیا تو لاکھ قنات ہٹا کر عورتیں کہیں کہ پیر نوں چنگی طرح ویکھن دیو۔ پنجاب میں جاہل عورتیں کہتی ہیں کہ پیر سے کیا پردہ، پیر کو ہمیں اچھی طرح دیکھنے دو۔ لیکن اگر اللہ والا عالم ہے تو وہ کہے گا کہ بس میری تقریر بھی ختم، ہم جاتے ہیں، اگر آپ کو پردہ منظور نہیں ہے تو میری تقریر بھی یہاں نہیں ہو سکتی۔ اللہ کو ناراض کرکے دین پھیلانا ہم پر فرض نہیں ہے۔ ہمیں سرکاری کام سرکار کی مرضی کے مطابق کرنا ہے۔ خلافِ اصول مدرسہ چلانا ہم پر فرض نہیں ہے، مدرسہ ہو یا تقریر ہو یا جلسہ ہو ہم سرکاری کام کو سرکار کی مرضی کے مطابق کریں گے۔ یہ تھوڑی ہے کہ عورتیں کہیں کہ ویکھن دیو اور ہم کہیں کہ ہاں ہاں دیکھ لو۔ نہ تمہارا ویکھن چلے گا نہ ہمارا ویکھن چلے گا اللہ کا حکم چلے گا۔

شانِ اہل اللہ کے منافی اعمال سے پرہیز کی تعلیم

دوستو! اعمالِ بد سے اپنی قسمت کو خراب مت کرو، کچھ انسانیت کا حق ادا کرو، ذرا اپنی صورت کو دیکھو۔ اسی لیے میں نے کہا ہے کہ جیب میں آئینہ رکھو اور جب کسی خبیث حرکت کو دل چاہے تو آئینہ نکال کر اپنی شکل دیکھو، اپنے سر کی گول ٹوپی دیکھو، اپنی داڑھی کی پیمائش کرو اور اپنی پیشانی پر سجدوں کے نشانات دیکھو، پھر اس کے بعد فیصلہ کرو کہ یہ جغرافیہ ہمارا ہے، اس جغرافیے کے ساتھ یہ سیاہ تاریخ ہمیں زیب دیتی ہے یا نہیں۔ ہر چیز کا ایک تناسب ہوتا ہے۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد فرمودہ قصہ ہے کہ ایک اونٹ جارہا تھا۔ ایک چوہے نے اُس کی رسی پکڑلی اور آگے آگے چلنے لگا۔ اونٹ نے دیکھا کہ ایک چوہا میری امامت کے فرائض انجام دینے کی کوششِ ناکام میں لگا ہوا ہے۔ اُس اونٹ نے سوچا کہ تھوڑی دیر کے لیے اس کا دل بھی خوش کردوں تاکہ یہ ناز کرے کہ میں ایک چھوٹا سا جسم ہوں اور اتنے بڑے جسم کا امام بنا ہوا ہوں۔ اونٹ پیچھے پیچھے چلنے لگا اور اپنے دانت میں چوہا رسّی کو دبائے آگے آگے چلنے لگا اور مارے خوشی کے اپنے سائز سے کئی گنا زیادہ پھول گیا۔ اونٹ اس کے پھولنے پر ہنس رہا تھا کہ ابھی پتا چلے گا۔ آگے دریا آرہا ہے تب ان کو اپنی مشیخت اور

مرشدیت کا اور اپنی پیری اور امیری اور اپنی امامت کا صحیح انسپکشن ہو جائے گا۔ تب معلوم ہو گا کہ یہ کس درجے کے شیخ ہیں۔ جب دریا آیا تو چوہا کھڑا ہو گیا۔ اونٹ نے کہا کہ میرے پیارے مرشد، میرے پیارے شیخ، میرے امام صاحب میں تو پیچھے اقتدا کر رہا ہوں آپ رُک کیوں گئے؟ آگے بڑھیے تو چوہے نے کہا پانی بہت ہے۔ اونٹ نے کہا کہ پانی کہاں زیادہ ہے؟ میں آگے چلتا ہوں اور پانی میں داخل ہو گیا اور چوہے سے کہا کہ اے میرے امام! میرے مرشد میرے پیر آجایئے، آپ کا مقتدی اپنے مقتدا کا انتظار کر رہا ہے، پانی زیادہ نہیں ہے، بس میرے گھٹنے تک ہے۔ چوہے نے کہا کہ حضور! آپ کے گھٹنے تک جہاں پانی ہے وہ میرے سر سے کئی گنا اوپر ہے، جو میرے سر سے ہی نہیں گزرے گا بلکہ میرے پورے خاندان کو ڈبونے کے لیے کافی ہے۔ اس میں یہ نصیحت ہے کہ کوئی ایسا کام نہ کرو جو آپ کی شان کے مناسب نہ ہو۔ جب اللہ والوں کی شکل اللہ نے عطا فرمائی ہے تو ذلیل اور خبیث کام کرکے اللہ والوں کو بدنام نہ کرو۔ اس پر ایک لطیفہ یاد آیا کہ لندن میں ایک شخص نے میر صاحب سے مزاحاً کہا کہ میں آپ کو اپنے گجراتی سلسلے سلسلہ پٹیلیہ میں بیعت کرتا ہوں۔ میر صاحب نے کہا کہ مجھے آپ بیعت نہیں کرسکتے، ذرا میرے جسم کو دیکھیے اور اپنے کو دیکھیے تو اُس نے فوراً کہا کہ میں وہ چوہا نہیں ہوں جو اونٹ کو گھسیٹ رہا تھا۔

ارتقائے روح کا طریقہ

دوستو! چند دن محنت کرلو، زیادہ لمبا کورس نہیں ہے، چند دن محنت کرکے اپنی روحانیت کو بڑھالو، اللہ کو پاجاؤ گے۔ اور روحانیت کیسے بڑھتی ہے؟ جتنا نفس مٹتا ہے۔ مسلمان جتنا اپنی بُری آرزوؤں کا خون کرتا ہے، جتنا شاہراہِ اولیاء پر اپنے مشائخ کے طریقے پر چلتا ہے اتنی ہی اس کی روحانیت بڑھتی چلی جاتی ہے۔ ہر شکستِ آرزو، شکستِ دل پر اس کی روحانیت کو اللہ تعالیٰ ترقی دیتا چلا جاتا ہے۔ روح کا ارتقا اور روح کی ترقی شکستِ آرزو اور شکستِ نفس پر ہے۔ جتنا بُری آرزو کو پامال کروگے، جتنا اپنا دل توڑو گے اور اللہ کے قانون کا احترام کروگے، اللہ آپ کو محترم بنائے گا اور آپ کی روحانیت کو قوی کردے گا، پھر آپ اپنی زندگی پر حیرت زدہ ہوں گے اور بزبانِ حال کہیں گے؎

تو نے مجھ کو کیا سے کیا شوقِ فراواں کر دیا
پہلے جاں پھر جانِ جاں پھر جانِ جاناں کر دیا

پھر آپ کو اپنی ہستی پر اور اپنی گزشتہ زندگی پر ندامت ہوگی، اپنے بلوغ کے زمانے سے لے کر آج تک کی تمام نالائقیوں کا استحضار ہوگا، پھر آپ سوچیں گے کہ یا اللہ! یہ مجھ کو کیا ہوگیا، یہ میرے قلب کی فوکس ویگن کیسے مرسڈیز بن گئی۔

کھینچی جو ایک آہ تو زنداں نہیں رہا
مارا جو ایک ہاتھ گریباں نہیں رہا

اللہ کے لیے پھر کہتا ہوں، کیوں کہ زندگی کے بہت ہی آخری مرحلے میں اختر اپنے کو محسوس کرتا ہے، پچھتر سال میری عمر ہو رہی ہے۔ ہمارے بزرگوں نے فرمایا ہے کہ ساٹھ سال کے بعد ایک ایک دن توسیع ہے جس کو آپ انگریزی میں ایکسٹینشن (Extension) کہتے ہیں۔ میں جب صبح اُٹھتا ہوں تو سمجھتا ہوں کہ ایک دن اور مل گیا۔ بس جس کے نصیبے اچھے ہوں گے اس آخری عمر کی نصیحتوں پر عمل کر کے ولی اللہ ہو جائے گا اور وہی میرا مرید اور میرا دوست ہے ورنہ اُس کو اختیار ہے جہاں چاہے ڈوب کے مرے، میرے اختیار میں نہیں ہے۔ اگر میرے اختیار میں ہوتا تو واللہ! پوری اُمتِ مسلمہ میں ایک مسلمان کو بھی غیر ولی نہ رہنے دیتا۔ میرے اختیار میں رونا ہے، اللہ تعالیٰ سے رو رو کر اپنے لیے بھی اللہ کی دوستی مانگتا ہوں اور ایک بھی مسلمان مرد اور عورت کے غیر ولی رہنے کا غم محسوس کرتا ہوں کہ اللہ! کوئی بندہ اور کوئی بندی آپ کی دوستی کے مقام سے محروم ہو کر نہ مرے۔ سینے میں یہ دردِ دل رکھتا ہوں اور اسی لیے اس بڑھاپے میں بھی سفر کرتا ہوں کہ شاید کوئی بندہ اس سفر کی مشقتوں سے صاحبِ نسبت ہو جائے۔

سب سے آسان کام

اور ولی اللہ بننے کو اللہ تعالیٰ نے اتنا آسان کام بنایا ہے کوئی شخص فرض ادا کر لے، واجب ادا کر لے، سنتِ مؤکدہ ادا کر لے، خواہ زندگی بھر ایک نفل نہ پڑھے مگر ایک لمحہ اللہ کو

ناراض نہ کرے، اتنا ایمان و یقین اور عشق و محبت اس کے دل میں گھل جائے کہ اس کا جذبہ یہ ہو کہ اپنے مولیٰ کو میں ایک سانس، ایک سیکنڈ ناراض کر کے حرام لذت کو کشید اور چشید نہیں کروں گا تو یہ شخص ولی اللہ ہے۔

میری جو ہونی تھی حالت ہو گئی
خیر ایک دنیا کو عبرت ہو گئی

دوستو! نفس کی دھجیاں اُڑ جائیں تو اُڑ جانے دو، نفس کی شکست و ریخت اور خونِ آرزو ہوتا ہے تو ہونے دو، ہمیں تو اپنے مولیٰ کو خوش کرنا ہے۔

آرزوئیں خون ہوں یا حسرتیں پامال ہوں
اب تو اس دل کو تیرے قابل بنانا ہے مجھے

رجال اللہ کا مقامِ روحانیت

اللہ کی یادوں میں جو نور ہے وہ ہماری مرادوں میں کہاں۔ میرا شعر ہے۔

اُن کی مرادہیں اگر میری یہ نامرادیاں
اُن کی رضا ہی چاہیے دوسرا مُدعا نہیں

ہمیں تو اُن کو راضی کرنا ہے، ہماری مرادوں کی آخری منزل اُن کی رضا ہے۔ اُن کو ناراض کر کے اپنی مراد کو پورا کرنا عشق نہیں، بے وفائی ہے۔

کون کہتا ہے بامرادی کا
عشق ہے نام نامرادی کا

اگر ہماری نامرادی اُن کی مراد ہے تو یہی ہماری بھی مراد ہے، ہم اپنی ان مرادوں پر لعنت بھیجتے ہیں جن سے ہمارا مولیٰ راضی نہ ہو۔

جو اُن کی خوشی ہے وہی اپنی بھی خوشی ہے
جا دِل تجھے چھوڑا کہ جدھر وہ ہیں اُدھر ہم

اس لیے ارادہ کرلو اگر مرادآباد جانا ہے یعنی اگر اللہ کے عالمِ قرب سے آشنا ہونا ہے تو اپنی روحانیت کو رجال اللہ کے مقامِ شیرانیت تک لے جاؤ۔ اور یہ روحانیت بدنظری سے اور بدمعاشیوں سے نہیں بڑھتی، یہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں غم اُٹھانے سے، خونِ آرزو سے، شکستِ آرزو سے اور زخمِ حسرت سے عطا ہوتی ہے۔ میرے جتنے لفظ اس وقت نکلے ہیں ان کو غور سے سننا اور کیسٹ سے بار بار سننا۔ یہ روحانیت پیدا ہوتی ہے خونِ آرزو سے، شکستِ دل سے، زخمِ حسرت سے اور غمِ راہِ جاناں سے۔

عارف غمِ جاناں کی توجہ کے تصدق
ٹھکرادیا وہ غم جو غمِ جاوداں نہ تھا

کتنا پیارا شعر ہے۔ شبلی منزل اعظم گڑھ سے ایک رسالہ نکلتا تھا ''معارف'' اس میں یہ شعر میں نے آج سے پچاس سال پہلے پڑھا تھا۔

عارف شاعر کہتا ہے کہ اے عارف! میرے پیارے اللہ کے راستے کا غم، محبوب کا غم جو دائمی، غیر فانی، غیر محدود اور سارے عالَم سے لذیذ تر ہے اللہ تعالیٰ کی محبت کے اس غم کے فیضان کے صدقے میں ساری دنیا کے حسینوں کا غم میری نگاہوں سے گر گیا، میں دنیا کے تمام حسینوں کے غمِ فانی سے دستبردار ہوگیا، اس غمِ فانی کو میں نے پیروں سے ٹھکرادیا کیوں کہ یہ غمِ جاوداں نہ تھا۔ شکل بگڑنے سے جو غم فنا ہوجائے وہ غمِ جاوداں نہیں ہوتا کیوں کہ شکل بگڑنے کے بعد سب سے پہلے تم ہی اس شکل سے بھاگوگے جن پر تم نے اپنی عزت و آبرو اور حق تعالیٰ کے ایمان کو ضایع کیا ہے، مگر کاش! میری بات آپ کے دل میں اُتر جائے۔

آج ایک دعا سکھاتا ہوں اور یہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے امداد ہے اور ہم لوگوں کا سلسلہ امدادیہ ہے، ہمارا سب کام اللہ کی امداد سے چلتا ہے۔ حاجی امداد اللہ صاحب ہمارے پردادا پیر ہیں جو چاروں سلسلوں میں بیعت کرتے تھے۔ پوری دنیا میں میں نے ایسا سلسلہ نہیں دیکھا، کہیں چشتیہ ہے، کہیں قادریہ ہے، کہیں نقشبندیہ پایا، کہیں سہروردیہ پایا۔ یہ ہم لوگوں کا سلسلہ اتنا پیارا اور مبارک ہے کہ حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر چاروں سلسلے جمع ہوتے ہیں۔ یہ چار دریاؤں کا مجموعہ ہے، یہ نہ سنگم ہے، نہ تربینی ہے، اس کو چربینی کہتے ہیں جس میں

چاروں دریا شامل ہیں۔ اس لیے ہم بیعت ہوتے وقت یہ کہتے ہیں کہ داخل ہوتے ہیں ہم سلسلہ چشتیہ میں، سلسلہ قادریہ میں، سلسلہ نقشبندیہ میں، سلسلہ سہروردیہ میں۔ یہ اتنا وسیع سلسلہ ہے کہ ان شاء اللہ قیامت کے دن چاروں سلسلوں کے اولیاء اللہ کا ساتھ نصیب ہو گا۔

حصولِ نسبت مع اللہ کے لیے عظیم الشان دعا

اب وہ دعا سکھا رہا ہوں کہ گیا سے گیا یعنی ہر گیا گزرا، ہر گناہ کا پکڑا ہوا، ہر گرفتارِ معصیت ان شاء اللہ گناہوں سے نجات پاجائے گا اور نسبت مع اللہ سے محروم نہیں رہے گا، اگر صباحاً اور مساءً یعنی صبح و شام پڑھے گا۔ صبح و شام وظیفوں کی تاثیر قرآنِ پاک سے ثابت ہے: يَدۡعُوۡنَ رَبَّهُمۡ بِالۡغَدٰوةِ وَ الۡعَشِيِّ[1] اللہ تعالیٰ صحابہ کی شان بیان فرمارہے ہیں کہ یہ صبح و شام ہم کو یاد کرتے ہیں۔ علماء لکھتے ہیں کہ صبح و شام کی تاثیر کی وجہ یہ ہے کہ صبح و شام فرشتوں کی ڈیوٹی بدلتی ہے۔ شام سے صبح تک رہنے والے فرشتے فجر کے بعد جاتے ہیں اور فجر سے شام تک رہنے والے فرشتے مغرب کے بعد جاتے ہیں۔ صبح و شام فرشتوں کی ڈیوٹی بدلتی ہے۔ تو اللہ ایسی حالت میں اپنے ذکر کی تعلیم دے رہا ہے کہ فرشتے میرے بندوں کو میری یاد کی حالت میں پاکر میرے سامنے اُن کی تعریف کریں۔ جیسے شفیق ابّا کہتا ہے کہ میرے بیٹوں سے فلاں فلاں وقت میں ملو، کیوں کہ بیٹے اس وقت فرامینِ سلطنت جاری کرتے ہیں یا کوئی اہم کام کرتے ہیں تو جس طرح ابّا خوش ہوتا ہے کہ ان اوقات میں جو میرے بیٹوں سے ملے گا اور ان کو اچھے کاموں میں مشغول پائے گا تو مجھ سے ان کی تعریف کرے گا جس سے باپ کو خوشی ہوتی ہے۔ اسی طرح صبح و شام ذکر کے لیے مقرر فرمانا یہ اللہ تعالیٰ کے پیار کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ صبح و شام جب فرشتوں کا تبادلہ ہو تو وہ میرے بندوں کو حالتِ ذکر میں پائیں، عزت کی حالت میں پائیں اور میرے بندے رسوائی میں نہ پکڑے جائیں، تو وہ دعا کیا ہے اَللّٰهُمَّ لَا تُخْزِنِيْ فَاِنَّكَ بِيْ عَالِمٌ[2] اے اللہ! آپ ہم کو ذلیل اور رسوا نہ کیجیے کیوں کہ آپ ہمارے ہر گناہ سے باخبر ہیں، جب ہم گناہ کرتے ہیں تو آپ موجود ہوتے ہیں اور جب نیکی

[1] الانعام:۵۲

[2] مصنّف ابن ابی شیبۃ:۷/۱۷۷ کلام مطرف ابن الشخیر مکتبۃ الرشد ریاض

کرتے ہیں تو بھی موجود رہتے ہیں، آپ کبھی غیر موجود ہوتے ہی نہیں۔

وَھُوَ مَعَکُمۡ اَیۡنَ مَا کُنۡتُمۡ ؕ[۳] کا یہی ترجمہ ہے کہ اے اللہ! آپ اپنے بندوں سے کبھی غیر موجود نہیں ہوتے۔ مسجد میں بھی آپ ساتھ ہیں، دفتر میں بھی ساتھ ہیں، ہوائی جہاز پر بھی ساتھ ہیں، بحری جہاز پر بھی ساتھ ہیں، شہر میں بھی ساتھ ہیں، جنگل میں بھی ساتھ ہیں، کہیں کوئی ایسی جگہ نہیں ہے جہاں آپ ساتھ نہ ہوں۔ وَھُوَ مَعَکُمۡ جملۂ اسمیہ ہے، اس سے خروج محال ہے۔ اب منطق سنیے کہ وَھُوَ مَعَکُمۡ جملۂ اسمیہ ہے اور جملۂ اسمیہ دلالت کرتا ہے دوام پر اور دوام دلالت کرتا ہے عدم خروج پر کہ اس حالت سے اس کا خروج نہیں ہوسکتا یعنی بندہ ایک سانس ایسا نہیں لے سکتا کہ خدا اس کے ساتھ نہ ہو۔ انسان کا کوئی سانس ایسا نہیں گزر سکتا کہ جس سانس میں وَھُوَ مَعَکُمۡ سے اس کا خروج اور ایگزٹ (Exit) ہوجائے۔ بتاؤ! ایسا رفیق کہاں ملے گا جو زمین کے اوپر بھی اور زمین کے نیچے بھی، عالمِ برزخ میں بھی، میدانِ محشر میں بھی اور جنت میں بھی ساتھ ہو۔ لاؤ ہمارے پیارے اللہ کے سوا کوئی ایسا ساتھی، ایسا رفیق، ایسا مولیٰ جو کبھی اور کہیں ساتھ نہ چھوڑتا ہو؎

ایسا محبوب کوئی دکھلائے
ہو جو ہر دم دلِ حزیں کا حبیب

جو ہو موجود دل کی دھڑکن میں
رگِ جاں سے بھی ہو زیادہ قریب

ورنہ جنازہ جب قبر میں اُترتا ہے تو بڑی بڑی عاشق بیویاں زمین کے اوپر رہ جاتی ہیں۔ مال و دولت و کاروبار اور دفتر اور آفس جس کی وجہ سے اُن کو فش ملتا ہے اور ڈش ملتا ہے، اگر آفس نہ چلے تو فش بھی غائب اور ڈش بھی غائب۔ موت کے وقت آفس اور فش اور ڈش سب ساتھ چھوڑ دیتے ہیں یا نہیں؟ یا آفس ساتھ جاتا ہے کہ صاحب جو کاروبار چھوڑ کر جارہے ہیں اُس کی ترقی کے لیے وقتاً فوقتاً ہدایت جاری کرتے رہیں گے۔

۳؎ الحدید:۴

تو اَللّٰھُمَّ کے معنیٰ ہیں اے اللہ! اور اللہ اسمِ اعظم ہے۔ کیا مطلب؟ کہ میرے اسمِ اعظم کے صدقے میں بھیک مانگو کہ اَللّٰھُمَّ لَا تُخْزِنِیْ اے اللہ! مجھے رسوا کرنے کی جو قدرت آپ کو حاصل ہے تو رسوانہ کرنے کی بھی آپ کو قدرت ہے۔ یک طرفہ قدرت پر اللہ تعالیٰ مجبور نہیں ہے کہ ایک قدرت رسوا کرنے کی تو حاصل ہو اور دوسری قدرت رسوانہ کرنے کی حاصل نہ ہو اور قدرت کی تعریف کیا ہے؟ فلسفہ کا قاعدہ مسلّمہ ہے اور اس پر میں بڑے بڑے ایم ایس اور بڑے سے بڑے سائنس دان کو للکارتا ہوں کہ اپنی سائنس کے زور سے میری اس بات کو ذرارد کرکے دکھاؤ کہ قدرت ضدین سے متعلق ہوتی ہے یعنی قدرت کہتے ہیں ضدین پر قدرت حاصل ہو، جو کام کر سکتا ہو اُس کو نہ بھی کر سکتا ہو، اس کا نام قدرت ہے۔ اگر کسی کی گردن ایک طرف کو اکڑ گئی ہے، دوسری طرف نہیں مڑ سکتی تو اس کو کہتے ہیں کہ تشنج ہو گیا ہے، کزاز ہو گیا ہے، ٹٹنس ہو گیا ہے اس کو قدرت نہیں کہتے۔ یہ سب طب کی کتابوں میں مجھ کو پڑھایا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا کرم ہے کہ آج میری طب یونانی طب ایمانی میں تبدیل ہو رہی ہے۔ تو فلسفے کے قاعدہ مسلّمہ کے مطابق قدرت نام ہے جو ضدین سے متعلق ہو۔ جو کام کر سکتا ہو نہ بھی کر سکتا ہو۔ چناں چہ ایک فلسفہ داں نے حکیم الامت کو لکھا کہ میں جب کسی حسین پر نظر ڈالتا ہوں تو پھر ہٹا نہیں سکتا، میرے اندر طاقت ہٹانے کی نہیں ہوتی۔ حضرت نے لکھا کہ آپ غلط کہتے ہیں۔ اگر آپ دیکھنے کی طاقت رکھتے ہیں تو نہ دیکھنے کی بھی آپ کو طاقت ہے کیوں کہ قدرت ضدین سے متعلق ہوتی ہے۔

حدیث اَللّٰھُمَّ لَا تُخْزِنِیْ الخ کی شرح کا درد انگیز، عاشقانہ اور نادر عنوان

وہ خالقِ سائنس اور خالقِ فلسفہ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے نبی اُمّی کو جو کسی مکتب کا پڑھا ہوا نہیں تھا علومِ نبوت عطا فرما رہا ہے کہ آپ اس طریقے سے اُمت کو سکھائیں مگر کمال ہے شفقت اور رحمت کا کہ اس نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمت کی خطاؤں کو خود اوڑھ لیا اور عرض کیا لَا تُخْزِنِیْ اے خدا! اپنے نبی کو رسوانہ کیجیے۔ کیا شانِ رحمت ہے رحمۃ للعالمین کی اور کلامِ نبوت کا کیا کمالِ بلاغت ہے کہ رحمتِ حق کو جوش دلانے کے لیے اُمت کی رسوائی کو اپنی رسوائی سے تعبیر کیا ورنہ کیا نبی بھی کہیں رسوا ہوتا ہے۔ نبی تو معصوم ہوتا ہے اور ذلت

ورسوائی اس پر ممتنع اور محال ہے، تو یہ سب ہماری تعلیم کے لیے ہے، ہم کو سکھادیا کہ ایسے مانگو مگر کیا پیارا انداز ہے کہ اپنے غلاموں کو داغدار نہیں ہونے دیا، سب اپنے اوپر اوڑھ لیا کہ اے خدا! ہم کو رسوا نہ کرنا۔

فَاِنَّكَ بِیْ عَالِمٌ کیوں کہ آپ کو ہمارے سب گناہوں کا علم ہے۔ جب ہم گناہ کرتے ہیں آپ ہمیں دیکھتے رہتے ہیں۔ یہ ہماری بے غیرتی اور بے حیائی ہے کہ ہم آپ کے دیکھتے ہوئے شلواریں کھول دیتے ہیں۔ یہ ہمارا کمینہ پن ہے ورنہ کوئی صاحبِ نسبت اور مومنِ کامل استحضارِ عظمتِ الٰہیہ کی حالت میں نامناسب موقع پر شلوار نہیں کھول سکتا۔ نامناسب کا لفظ یادرکھیے کہ گناہ نام ہی ہے مرضیٔ خدا کے خلاف کام کرنے کا۔ اللہ کی مرضی کے مطابق کھانا پینا اور ہر جائز نعمت کا استعمال حلال ہے۔ تو اس مضمون کا حاصل یہ ہوا کہ اے خدا! آپ ہمیں رسوانہ کیجیے، فَاِنَّكَ بِیْ عَالِمٌ میں فاتعلیلیہ ہے یعنی بوجہ اس کے کہ آپ کو ہمارے سب گناہوں کا علم تھا، ہے اور ہوتا رہے گا، اس لیے ہمیں رسوا کرنے کا ضابطہ سے آپ کو حق حاصل ہے کہ آپ اپنی رسوا کرنے والی قدرت کو ہم پر نافذ کردیں۔ کوئی زمانہ، کوئی وقت، کوئی لمحہ ایسا نہیں کہ ہمیں رسوا کرنے کا قانون اور ضابطے کی رو سے آپ کو حق حاصل نہ ہو۔ بحق ضابطہ ہمیں رسوا کرنے کی آپ کو قدرت ہے جس کی دلیل فَاِنَّكَ بِیْ عَالِمٌ ہے کہ آپ کو ہمارے سارے گناہوں کا علم ہے اور جس کو کسی کے عیوب کا علم ہوجائے وہ جب چاہے اس کو رسوا کرسکتا ہے۔ پس بحقِ ضابطہ اگر آپ ہم کو رسوا کردیں تو آپ ظالم نہیں ہوں گے۔ آپ کا عین عدل، عین انصاف، عین قانون اور ضابطہ ہوگا۔

رحمتِ ارحم الراحمین کا کامل نمونہ

مگر حقِ ضابطہ کے بجائے ہم حقِ رابطہ آپ سے مانگتے ہیں کہ آپ وہ ارحم الراحمین ہیں جو مولائے رحمۃ للعالمین ہیں۔ آج زندگی میں پہلی دفعہ اللہ کی رحمت سے اختر اس عنوان سے فریاد کررہاہے کہ آپ ارحم الراحمین ہیں مگر آپ کس پیغمبر کے مولیٰ ہیں؟ سیّد الانبیاء رحمۃ للعالمین کے مولیٰ ارحم الراحمین ہیں۔ یوں تو آپ ہم سب کے مولیٰ ہیں، سارے عالم کے مولیٰ ہیں لیکن رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے مولیٰ ہونے کی نسبت سے، عظیم الشان

منسوب الیہ کی نسبت سے بے مثل ارحم الراحمین کی شانِ رحمت کی معرفت میں اضافہ ہوتا ہے کہ آپ اس نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے مولیٰ ہیں جو رحمتِ ارحم الراحمین کا مظہرِ اتم ہے، آپ کی رحمت کا کامل نمونہ ہے، جن کی شان یہ ہے کہ مکہ کے ظالموں کو، ستانے والوں کو، حالتِ نماز میں آپ پر اونٹ کی اوجھڑی ڈالنے والوں کو، راہ میں کانٹے بچھانے والوں کو، طائف کے بازار میں پتھر مار کر آپ کے سر مبارک کے خون مبارک سے نعلین بھرنے والے ظالموں کو فرمادیا کہ لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ[۴] آج کے دن تم سے کوئی انتقام نہیں۔ جو بھائی یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کے ساتھ کیا وہی تمہارا بھائی آج تمہارے ساتھ رحمت کا معاملہ کرے گا۔ آہ! بھائی بھی فرما رہے ہیں۔ تو ایسے نبی رحمت کے آپ مولیٰ ہیں، پھر آپ کی رحمت کا کیا ٹھکانہ ہوگا۔ ہمارے وہم و گمان سے اور قیل و قال سے آپ کی رحمتِ بے پایاں وبالا تر ہے۔ پس بحق ضابطہ ہم مستحقِ رسوائی ہیں لیکن اے ارحم الراحمین! اے مولائے رحمۃ للعالمین! ہم آپ سے بحق رابطہ بحق رحمت بحق رحمۃ للعالمین فریاد کرتے ہیں کہ ہم رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے اُمتی ہیں اور اس نسبتِ غلامی کا آپ کو واسطہ دیتے ہیں کہ لَا تُخْزِنِیْ ہمیں رسوا نہ کیجیے، معاف کر دیجیے کیوں کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمت کو جو یہ دُعا سکھائی تو اس منفی میں مثبت درخواست پوشیدہ ہے کہ اے خدا! آپ کو ہمیں رسوا کرنے کی جتنی قدرت ہے اتنی ہی قدرت رسوا نہ کرنے کی بھی ہے۔ آپ کو دونوں قدرت حاصل ہیں۔ چاہیں تو بحق ضابطہ آپ ہم کو ذلیل و رسوا کر دیں کہ سارے عالَم کو ہم منہ دکھانے کے قابل نہ رہیں اور چاہیں تو بحق رابطہ، بحق رحمت اور بحق محبت جو ہمیں پیدا کرنے اور پالنے کی وجہ سے آپ کو ہم سے ہے اپنی اس رسوا کرنے والی قدرت کے قضیہ کا عکس کر دیں اور ہمیں رسوا نہ کریں، کیوں کہ ہمیں آپ کے خاص بندوں اور بڑے بڑے علماء نے بتایا ہے کہ فلسفہ کا قاعدہ مسلمہ ہے کہ قدرت ضدین سے متعلق ہوتی ہے یعنی قادر وہ ہے جو ضدین پر قادر ہو کہ جو کام کر سکتا ہو وہ نہ بھی کر سکتا ہو اور جو دو طرفہ قدرت نہ رکھتا ہو وہ مجبور ہوتا ہے اور آپ مجبور نہیں ہیں۔ آپ جس طرح رسوا کرنے والی صفت کے ظہور پر قادر ہیں اسی طرح

---

[۴] یوسف:۹۲

اپنی اس صفت کو ظاہر نہ کرنے پر بھی قادر ہیں یعنی آپ کو دونوں قدرت ہے۔ آپ ہم کو جتنا رسوا کرنے کی قدرت رکھتے ہیں اتنا ہی رسوا نہ کرنے کی بھی قدرت رکھتے ہیں لہٰذا اے ارحم الراحمین! اپنی رحمت کے صدقے میں اپنی رسوا کرنے والی صفت ہم پر ظاہر نہ کیجیے بلکہ اس کا ضد اور عکس یعنی رسوانہ کرنے والی صفت کا ہم پر ظہور فرما دیجیے۔

ایک بزرگ سے کسی نے کہا کہ ہم نے تم کو نامناسب حالت میں دیکھا ہے۔ اس بزرگ نے کہا کہ تم نے تو میری صرف ایک غلطی دیکھی ہے لیکن میری زندگی میں کتنے گناہ ہیں کہ جن کی اللہ تعالیٰ نے پردہ پوشی فرمائی ہے۔ جو تم کہہ رہے ہو یہ تو اُن ہزاروں خطاؤں اور گناہوں میں سے ایک ہے جن کو تم نہیں جانتے۔ ہر گناہ گار اپنے گناہوں کی تعداد کو جانتا ہے، کمیات کو بھی جانتا ہے، کیفیات کو بھی جانتا ہے اور کس جغرافیہ سے گناہ کیا ہے وہ بھی جانتا ہے لیکن علم جغرافیہ کے باوجود اللہ تعالیٰ نے اس کی تاریخِ گناہ پر اپنی ستاریت کا پردہ ڈالا ہوا ہے۔ اسی لیے دعا کرتا ہوں کہ اَللّٰھُمَّ لَا تُخْزِنِیْ فَاِنَّکَ بِیْ عَالِمٌ اے اللہ! مجھے رسوانہ کیجیے کہ آپ میرے تمام گناہوں سے باخبر ہیں۔

حدیثِ پاک کے دوسرے جز کی عشق انگیز و عارفانہ شرح

اب دوسرا جملہ بھی اسی سرکارِ عالیہ کا ہے جس کا پہلا جملہ ابھی آپ سن چکے ہیں۔ اب اسی دربارِ عالیہ کا دوسرا جملہ بھی مسجدِ اشرف سے نشر کرنے کا شرف حاصل ہو رہا ہے وَلَا تُعَذِّبْنِیْ فَاِنَّکَ عَلَیَّ قَادِرٌ[۵] اور اے خدا! ہم کو عذاب نہ دیجیے کہ ہمیں عذاب دینے کی بحقِ قانون و ضابطہ آپ کو پوری قدرت حاصل ہے لہٰذا پوری قدرت کے اعتبار سے ہم کو پورا عذاب دینے پر آپ قادر ہیں لیکن اے مولیٰ! جتنا عذاب دینے کی آپ کو قدرت ہے تو اس قضیہ کے عکس کی یعنی عذاب نہ دینے کی بھی آپ کو اتنی ہی قدرت حاصل ہے۔ عذاب دینے کی یک طرفہ قدرت کے اظہار پر آپ مجبور نہیں ہیں، لہٰذا ہم بے کسوں، غریبوں اور گناہ گاروں پر آپ رحم فرمائیں اور عذاب نہ دینے کی قدرت کا ہم پر ظہور فرما دیجیے۔

۵؎ مصنَّف ابن ابی شیبۃ: ۷/۱۷۷ کلام مطرف ابن الشخیر مکتبۃ الرشد، ریاض

ارحم الراحمین کی عظمتِ شان کے عجیب عارفانہ نکات

اور مخلوق میں چوں کہ تاثر و انفعال ہے، اس لیے اس پر جب اس کی کسی صفت کا غلبہ ہو جاتا ہے تو دوسری صفت میں منتقل ہونے میں دیر لگتی ہے جیسے کسی پر غصہ چڑھ گیا تو اب رحم و کرم کی صفت میں منتقل ہونے میں اس صاحبِ غضب کو کچھ تاخیر ہوگی، کچھ وقت لگے گا کیوں کہ خون گرم ہو گیا، گردن کی رگیں پھول گئیں، آنکھیں سرخ ہو گئیں، تو اب صفتِ غضب سے صفتِ عفو میں آنے میں کچھ دیر لگے گی لیکن اللہ تعالیٰ کی شان سن لو کہ جس لمحہ اور جس سیکنڈ میں اگر اللہ تعالیٰ غضب اور اظہارِ قدرتِ عذاب کا ارادہ کر لیں تو اسی لمحہ اور سیکنڈ میں اللہ اظہارِ قدرتِ عذاب کو اظہارِ کرم و عفو میں منتقل کرنے پر قادر ہے۔ ان کی صفتِ غضب و انتقام کو صفتِ عفو و کرم میں تبدیل ہونے میں ایک لمحہ کی تاخیر نہیں ہو سکتی کیوں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات تاثر و انفعال سے پاک ہے، وہ فاعل تو ہے منفعل نہیں ہو سکتا، وہ مؤثر ہے متاثر نہیں ہو سکتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا سکھا کر ہمارا بیڑا پار کر دیا کہ میرا اُمتی اگر یہ دعا پڑھ لے تو حق تعالیٰ کی صفتِ تعذیب اور صفتِ غضب سیکنڈوں میں نہیں اس سے بھی زیادہ جلدی اور تیزی سے صفتِ عفو و کرم میں تبدیل ہو جائے گی کیوں کہ سیکنڈ ہمارا بنایا ہوا ہے اللہ تعالیٰ سیکنڈ سے بھی بے نیاز ہے، وہ سیکنڈ سے بھی زیادہ تیز کام کر سکتا ہے جس کا احاطہ اعداد و شمار نہیں کر سکتے۔ پس آپ عذاب دینے کی قدرت کو عذاب نہ دینے کی قدرت میں تبدیل کر کے ہمارا بیڑا پار کر دیجیے اور یہ ہم آپ سے بحق رابطہ مانگتے ہیں کہ آپ مولائے رحمۃ للعالمین ہیں اور اس نبی رحمت کی یہ شان ہے جنہوں نے اپنے خون کے پیاسوں کو معاف فرما دیا تو آپ کی شانِ ارحم الراحمین کا کیا عالم ہوگا۔ پس اپنی رحمت کے صدقے میں آپ اپنے غضب اور عذاب دینے کی قدرت کو عذاب نہ دینے کی قدرت میں تبدیل فرما دیجیے، کیوں کہ جتنی قدرت عذاب دینے کی آپ کو ہے اتنی ہی قدرت عذاب نہ دینے کی بھی ہے، دونوں میں ذرا بھی فرق نہیں ہو سکتا۔

حق تعالیٰ کی شانِ رحمت شانِ غضب سے زیادہ ہے

بلکہ ایک بات مزید یہ ہے کہ عذاب دینے کی جتنی قدرت آپ کو ہے عذاب نہ

دینے کی قدرت بوجۂ رحمت و کرم اس سے بھی زیادہ ہے، آپ کی رحمت آپ کے غضب سے زیادہ ہے۔ یہ ادائے الوہیت بزبانِ نبوت اختر پیش کررہا ہے، یہ ادائے خواجگی عبدِ کامل کی زبان سے اختر پیش کررہا ہے جس سے بڑا کوئی کامل بندہ نہیں ہے۔ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کی رحمت اور غضب کی صفت میں دوڑ ہوئی، مسابقہ ہوا تو حدیثِ قدسی ہے کہ **سَبَقَتْ رَحْمَتِیْ غَضَبِیْ**[۶] اللہ کی صفتِ رحمت صفتِ غضب سے آگے بڑھ گئی جس سے بندوں کا بیڑا پار ہوگیا۔ اسی لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ دعا سکھائی: **وَلَا تُعَذِّبْنِیْ** اور ہمیں آپ عذاب نہ دیجیے، **فَاِنَّکَ عَلَیَّ قَادِرٌ** کیوں کہ آپ کو تو ہم پر پوری قدرت ہے، ہم تو آپ کے تحت القدرۃ ہیں، جو چاہیں آپ ہمیں کردیں، کُتّا بنادیں، سور بنادیں، زمین پھاڑ کر دھنسادیں، عذاب کی جتنی قسمیں ساری اُمتوں پر آئی ہیں آپ سب کی سب اجتماعی طور پر اس گناہ گار پر نازل کرنے کی قدرت رکھتے ہیں لیکن آپ ہم کو عذاب دینے کی تمام قدرتوں میں سے ایک قدرت کا بھی ظہور نہ کیجیے۔ عذاب دینے کی جتنی قدرت آپ کو حاصل ہے، اس میں سے ایک ذرّہ بھی نافذ نہ کیجیے بلکہ عذاب نہ دینے والی قدرت میں ایک ذرّہ نہ چھوڑیے۔ آہ! سوچو تو سہی کیا یہ حق تعالیٰ کا کرم اور علم عظیم نہیں ہے کہ عذاب دینے کی جو قدرت آپ کو ہے اس میں سے ایک ذرّہ، ایک اعشاریہ ظاہر نہ ہونے دیجیے اور عذاب نہ دینے کی جو آپ کو قدرت ہے وہ سب کی سب ہم پر ڈال دیجیے۔ کیا مطلب؟ کہ غضب کا سارا ظہور ختم اور ساری رحمت ہم پر تمام کردیجیے، بحرِ رحمتِ ذخارِ غیر محدود کو ہم پر اُنڈیل دیجیے، دریا کا دریا انڈیل دیجیے، اپنی رحمت کی بارش فرمادیجیے کہ آپ کی رحمت کا تماشا دیکھ کر ساری دنیا حیرت زدہ ہوجائے کہ ارے! اس کو تو ہم معمولی سمجھتے تھے، یہ کیا سے کیا ہوا جارہا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کی تاریخِ ذلت کو بدلتا ہے اور عزت کی تاریخ دیتا ہے تو سارے مؤرّخینِ عالم اور مؤرّخینِ کائنات انگشت بدنداں، حواس باختہ اور حیران و ششدر رہ جاتے ہیں۔ بس اب لغت ختم، دنیائے لغت سرنگوں ہے۔ اللہ اللہ ہے، ہماری کوئی لغت ان کے کمالات کی تعبیر و تفسیر کرنے سے قاصر ہے۔ اب دنیائے لغت سرنگوں و عاجز ہے، اس لیے بس ؎

گفتن امکاں نیست خامش والسلام

---

[۶] صحیح البخاری: ۲/۱۱۲۷، باب قولہ بل ھو قرآن مجید، المکتبۃ المظہریۃ

ایسے موقع پر مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کی سنت ادا کررہا ہوں کہ اب میرے پاس الفاظ نہیں ہیں، لہٰذا اب میں خاموش ہوتا ہوں اور اللہ کے سپرد اختر اپنے کو بھی کرتا ہے اور آپ سب کو بھی اللہ کے سپرد کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے ہم سب پر اپنی خاص نوازش فرمادیں۔ اختر کو، میری اولاد اور ذرّیات کو، میرے احباب کو، ان کی ذرّیات کو، میرے احبابِ حاضرین اور حاضرات اور احبابِ غائبین اور غائبات سارے عالَم میں کسی کو محروم نہ فرما، بلکہ اس اُمتِ مسلمہ کو بھی مالامال فرما اور اُممِ سابقہ مسلمہ جو جاچکی ہیں اور دوسرے نبیوں پر ایمان لائی تھیں ان کو بھی محروم نہ فرمایئے، ان کو بھی بخش دیجیے، لہٰذا پوری اُمتِ مسلمہ کے لیے اختر دعا کرتا ہے اور اُممِ سابقہ مسلمہ کے لیے بھی دعائے مغفرت مانگتا ہے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ
وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ
بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ

❀❀❀❀

عظمتِ تعلق مع اللہ

دامنِ فقر میں مرے پنہاں ہے تاجِ قیصری
ذرۂ درد و غم ترا دونوں جہاں سے کم نہیں
اُن کی نظر کے حوصلے رشکِ شہانِ کائنات
وسعتِ قلبِ عاشقاں ارض و سما سے کم نہیں

از عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

www.khanqah.org

ولی اللہ بنانے والے چار اعمال

تعلیم فرمودہ

شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

چار اعمال ایسے ہیں کہ جو ان پر عمل کرے گا مرنے سے پہلے ان شاء اللہ تعالیٰ ولی اللہ بن کر دنیا سے جائے گا۔ نفس پر جبر کرکے اللہ کو خوش کرنے کے لیے جو مندرجہ ذیل اعمال کرے گا اس کو پورے دین پر عمل کرنا آسان ہوجائے گا اور وہ اللہ کا ولی ہوجائے گا:

۱) ایک مٹھی داڑھی رکھنا

بخاری شریف کی حدیث ہے:

خَالِفُوا الْمُشْرِكِيْنَ وَفِّرُوا اللُّحٰى وَاحْفُوا الشَّوَارِبَ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا حَجَّ أَوِ اعْتَمَرَ قَبَضَ عَلٰى لِحْيَتِهٖ فَمَا فَضَلَ أَخَذَهٗ

ترجمہ: مشرکین کی مخالفت کرو داڑھیوں کو بڑھاؤ اور مونچھوں کو کٹاؤ اور حضرت ابنِ عمر جب حج یا عمرہ کرتے تھے تو اپنی داڑھی کو اپنی مٹھی میں پکڑ لیتے تھے پس جو مٹھی سے زائد ہوتی تھی اس کو کاٹ دیتے تھے۔

بخاری شریف کی دوسری حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِنْهَكُوا الشَّوَارِبَ وَاعْفُوا اللُّحٰى

ترجمہ: مونچھوں کو خوب باریک کتراؤ اور داڑھیوں کو بڑھاؤ۔

پس ایک مٹھی داڑھی رکھنا واجب ہے۔ جس طرح وتر کی نماز واجب ہے، عید الفطر کی نماز واجب ہے، بقرہ عید کی نماز واجب ہے، اسی طرح ایک مٹھی داڑھی رکھنا واجب ہے اور چاروں اماموں کا اس پر اجماع ہے، کسی امام کا اس میں اختلاف نہیں۔ علامہ شامی تحریر فرماتے ہیں:

أَمَّا أَخْذُ اللِّحْيَةِ وَهِيَ مَادُوْنَ الْقَبْضَةِ كَمَا يَفْعَلُهُ بَعْضُ الْمَغَارِبَةِ وَمُخَنَّثَةُ الرِّجَالِ فَلَمْ يُبِحْهُ أَحَدٌ

ترجمہ: داڑھی کا کترانا جبکہ وہ ایک مٹھی سے کم ہو جیسا کہ بعض اہل مغرب اور ہیجڑے لوگ کرتے ہیں کسی کے نزدیک جائز نہیں۔

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ بہشتی زیور جلد ۱۱، صفحہ ۱۱۵ پر تحریر فرماتے ہیں کہ داڑھی کا منڈانا یا ایک مٹھی سے کم پر کترانا دونوں حرام ہیں اور داڑھی داڑھ سے ہے اس لیے ٹھوڑی کے نیچے سے بھی ایک مٹھی ہونی چاہیے اور چہرے کے دائیں اور بائیں طرف سے بھی ایک مٹھی ہونا چاہیے یعنی تینوں طرف سے ایک مٹھی داڑھی رکھنا واجب ہے۔ بعض لوگ سامنے یعنی ٹھوڑی کے نیچے سے تو ایک مٹھی رکھ لیتے ہیں لیکن چہرے کے دائیں اور بائیں طرف سے کترا دیتے ہیں خوب سمجھ لیں کہ داڑھی تینوں طرف سے ایک مٹھی رکھنا واجب ہے اگر ایک طرف سے بھی ایک مٹھی سے چاول برابر کم یعنی ذرا سی بھی کم ہو گی تو ایسا کرنا حرام اور گناہِ کبیرہ ہے۔

۲) ٹخنے کھلے رکھنا

پاجامہ، شلوار، لنگی، جبہ اور اوپر سے آنے والے ہر لباس سے ٹخنوں کو ڈھانپنا مردوں کے لیے حرام اور کبیرہ گناہ ہے۔ بخاری شریف کی حدیث ہے:

مَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ مِنَ الْإِزَارِ فِي النَّارِ

ترجمہ: ازار (پاجامہ، لنگی، شلوار، کرتہ، عمامہ، چادر وغیرہ) سے ٹخنوں کا جو حصہ چھپے گا دوزخ میں جائے گا۔

معلوم ہوا کہ مردوں کے لیے ٹخنے چھپانا کبیرہ گناہ ہے کیوں کہ صغیرہ گناہ پر دوزخ کی وعید نہیں آتی۔

۳) نگاہوں کی حفاظت کرنا

اس معاملے میں آج کل عام غفلت ہے۔ بد نظری کو لوگ گناہ ہی نہیں سمجھتے حالاں کہ

www.khanqah.org

نگاہوں کی حفاظت کا حکم اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں دیا ہے:

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِھِمْ

ترجمہ: اے نبی! آپ ایمان والوں سے کہہ دیجیے کہ اپنی بعض نگاہوں کی حفاظت کریں۔

یعنی نامحرم لڑکیوں اور عورتوں کو نہ دیکھیں۔ اسی طرح بے داڑھی مونچھ والے لڑکوں کو نہ دیکھیں یا اگر داڑھی مونچھ آبھی گئی ہے لیکن ان کی طرف میلان ہوتا ہے تو ان کی طرف بھی دیکھنا حرام ہے۔ غرض اس کا معیار یہ ہے کہ جن شکلوں کی طرف دیکھنے سے نفس کو حرام مزہ آئے ایسی شکلوں کی طرف دیکھنا حرام ہے۔ حفاظتِ نظر اتنی اہم چیز ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں عورتوں کو الگ حکم دیا یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِھِنَّ اپنی نگاہوں کی حفاظت کریں، جبکہ نماز روزہ اور دوسرے احکام میں عورتوں کو الگ سے حکم نہیں دیا گیا بلکہ مردوں کو حکم دیا گیا اور عورتیں تابع ہونے کی حیثیت سے ان احکام میں شامل ہیں۔

اور بخاری شریف کی حدیث ہے:

زِنَا الْعَیْنِ النَّظَرُ

ترجمہ: آنکھوں کا زنا ہے نظر بازی۔

نظر باز اور زناکار اللہ کی ولایت کا خواب بھی نہیں دیکھ سکتا جب تک کہ اس فعل سے سچی توبہ نہ کرے۔ اور مشکوٰۃ شریف کی حدیث ہے:

لَعَنَ اللّٰہُ النَّاظِرَ وَالْمَنْظُوْرَ اِلَیْہِ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ لعنت فرمائے بد نظری کرنے والے پر اور جو خود کو بد نظری کے لیے پیش کرے۔

پس ناظر اور منظور دونوں پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی بددُعا فرمائی ہے۔ بزرگوں کی بددعا سے ڈرنے والے سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی بددعا سے ڈریں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کے صدقے ہی میں بزرگی ملتی ہے۔ لہٰذا اگر کسی حسین پر نظر پڑجائے تو فوراً ہٹالو ایک لمحہ کو اس پر نہ رُکنے دو۔ پس قرآنِ پاک کی مندرجہ بالا آیاتِ مبارکہ اور احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں بد نظری کرنے والے کو تین بُرے القاب ملتے ہیں:

۱)...اللہ و رسول کا نافرمان ۲)... آنکھوں کا زناکار ۳)... ملعون

۴) قلب کی حفاظت کرنا

نظر کی حفاظت کے ساتھ دل کی بھی حفاظت ضروری ہے۔ بعض لوگ نگاہِ چشمی کی تو حفاظت کر لیتے ہیں لیکن نگاہِ قلبی کی حفاظت نہیں کرتے یعنی آنکھوں کی تو حفاظت کر لیتے ہیں لیکن دل کی نگاہ کی حفاظت نہیں کرتے اور دل میں حسین شکلوں کا خیال لا کر حرام مزہ لیتے ہیں خوب سمجھ لیں کہ یہ بھی حرام ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

یَعْلَمُ خَآئِنَۃَ الْاَعْیُنِ وَمَا تُخْفِی الصُّدُوْرُ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تمہاری آنکھوں کی چوری کو اور تمہارے دلوں کے رازوں کو خوب جانتا ہے۔

ماضی کے گناہوں کے خیالات کا آنا بُرا نہیں لانا بُرا ہے۔ اگر گندا خیال آ جائے تو اس پر کوئی مؤاخذہ نہیں لیکن خیال آنے کے بعد اس میں مشغول ہو جانا یا پرانے گناہوں کو یاد کر کے اس سے مزہ لینا یا آئندہ گناہوں کی اسکیمیں بنانا یا حسینوں کا خیال دل میں لانا یہ سب حرام ہے اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب ہے۔ اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائیں اور ان حرام کاموں سے بچائیں جس کی برکت سے ان شاء اللہ تعالیٰ تمام گناہوں سے بچنا آسان ہو جائے گا۔

مذکورہ بالا اعمال پر توفیق کے لیے چار تسبیحات

مذکورہ بالا چار حرام کاموں سے بچنے کے لیے مندرجہ ذیل چار وظائف ہیں جن کے پڑھنے سے روح میں طاقت آئے گی اور جب روح طاقت ور ہو جائے گی تو گناہوں سے بچنا آسان ہو جائے گا۔ ایک تسبیح (۱۰۰ بار) لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھیں۔ ایک تسبیح (۱۰۰ بار) اَللّٰہ اَللّٰہ پڑھیں۔ ایک تسبیح (۱۰۰ بار) استغفار کی پڑھیں۔ ایک تسبیح دُرود شریف کی (۱۰۰ بار)۔

❁❁❁❁

اصلاح کا آسان نسخہ

منجملہ ارشادات عالیہ

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

دو رکعت نفل نماز توبہ کی نیت سے پڑھ کر یہ دعا مانگو کہ

اے اللہ! میں آپ کا سخت نافرمان بندہ ہوں۔ میں فرماں برداری کا ارادہ کرتا ہوں مگر میرے ارادے سے کچھ نہیں ہوتا اور آپ کے ارادے سے سب کچھ ہو سکتا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ میری اصلاح ہو مگر ہمت نہیں ہوتی۔ آپ ہی کے اختیار میں ہے میری اصلاح۔ اے اللہ! میں سخت نالائق ہوں، سخت خبیث ہوں، سخت گناہ گار ہوں، میں تو عاجز ہو رہا ہوں، آپ ہی میری مدد فرمایئے۔ میرا قلب ضعیف ہے۔ گناہوں سے بچنے کی قوت نہیں ہے، آپ ہی قوت دیجیے۔ میرے پاس کوئی سامانِ نجات نہیں، آپ ہی غیب سے میری نجات کا سامان پیدا کر دیجیے۔ اے اللہ! جو گناہ میں نے اب تک کیے ہیں، انہیں آپ اپنی رحمت سے معاف فرمایئے۔ گو میں یہ نہیں کہتا کہ آئندہ ان گناہوں کو نہ کروں گا، میں جانتا ہوں کہ آئندہ پھر کروں گا، لیکن پھر معاف کرا لوں گا۔

غرض اسی طرح سے روزانہ اپنے گناہوں کی معافی اور عجز کا اقرار، اپنی اصلاح کی دعا اور اپنی نالائقی کو خوب اپنی زبان سے کہہ لیا کرو۔ صرف دس منٹ روزانہ یہ کام کر لیا کرو۔ لو بھائی دوا بھی مت پیو۔ بدپرہیزی بھی مت چھوڑو۔ صرف اس تھوڑے سے نمک کا استعمال سوتے وقت کر لیا کرو۔ آپ دیکھیں گے کہ کچھ دن بعد غیب سے ایسا ہو جائے گا کہ ہمت بھی قوی ہو جائے گی، شان میں بٹہ بھی نہ لگے گا اور دشواریاں بھی پیش نہ آئیں گی۔ غرض غیب سے ایسا سامان ہو جائے گا کہ جو آپ کے ذہن میں بھی نہیں ہے۔

❁❁❁❁

انسان کو اللہ تعالیٰ نے دیگر مخلوقات سے نمایاں صفات عطا فرمائی ہیں، ان میں سے ایک صفت عقل وشعور کی ہے۔ عقل کے ہوتے ہوئے جو گناہ کر کے اللہ تعالیٰ کو ناراض کرتا ہے تو اللہ کے سخت عذاب کا مستحق ہو جاتا ہے۔

شیخ العرب والعجم مجدد زمانہ عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے وعظ "یا ارحم الراحمین مولائے رحمۃ للعالمین" میں اللہ تعالیٰ کی اس عظیم الشان رحمت کا بیان فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ معافی مانگنے والوں کو اپنی رحمت سے فوراً معاف فرما دیتے ہیں۔ حضرت والا نے حدیث پاک کی ایک دعا کی عجیب وغریب محبت بھرے انداز میں تشریح فرمائی ہے جو گناہوں کی معافی سے ناامید افراد کے لیے امید رحمت کا دروازہ کھولتی ہے۔ اس دعا میں نہ صرف گناہوں کی معافی کا عظیم الشان مضمون ہے بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل کرنے کا نہایت مؤثر ذریعہ بھی ہے۔

www.khanqah.org

ناشر

کتب خانہ مظہری